(از) "تصنیفات جناب مرزا دبیر صاحب ہفدہ چیدہ مدحِ جنابِ سبطِ اکبر گفتہ اند،
قدرت کے حوصلہ کا تحمل حسین ہی

بند ۸۴

اور بالائی گوشے میں "مقابلہ نمودہ شد"

اسی گوشے کے داہنی طرف لکھا ہے: "قیمت ۲ر از اصغر علی، مالک شجاعت علی"
(ز) ۲۵ر محرم ۱۲۷۳ھ یعنی ۲۵ر ستمبر ۱۸۵۶ء میں مرزا صاحب کی عمر پچپن سال تھی اور لکھنؤ کی شاہی ختم ہو کر کمپنی کا راج قائم ہو چکا تھا۔
اس طرح یہ مرثیہ غدر سے پہلے کا تو بلا شبہ ثابت ہو گیا، لیکن مرثیے کا اسلوب بتاتا ہے کہ شاید یہ مرثیہ اس سے پندرہ بیس برس پہلے کی تصنیف ہو۔

مرثیہ

قدرت کے حوصلے کا تحمّل حسین ہے

۸۵ بند

بیان شہادت امام حُسین علیہ السّلام

۱ قدرت کے حوصلے کا تحمّل حسینؑ ہے — سب جز وہیں مقابلے میں کل حسینؑ ہے
بو جس کی باغِ خلد ہے وہ گل حسینؑ ہے — گل جس کا عشقِ حق ہے وہ بلبل حسینؑ ہے
خوش ہو کے خاک میں چمن اپنا ملا دیا
ایمان کو حسینؑ نے مر کر جلا دیا

۲ آیاتِ ہفت ہیکلِ گردوں، حسینؑ ہے مطلع — قرآن کا چُنا ہوا مضموں، حسینؑ ہے
بحرِ علوم کا دُرِ مکنوں، حسینؑ ہے — یوسفؑ ہے نثر، مصرعِ موزوں حسینؑ ہے
روشن ہے سب پہ، وِرد ہے یہ طفل و پیر کو
جوشن ہے ان کا نام صغیر و کبیر کو

۳ قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے مطلع — انوارِ انبیا کا مُرَقّع حسینؑ ہے
خَلق و سخا و حِلم کا مجمع حسینؑ ہے — مشکل میں خاص و عام کا مرجع حسینؑ ہے
بندوں کا کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے
حیدرؑ کا لال، یاورِ پروردگار ہے

۴ ہر مدرسے میں مصحفِ ناطق حسینؑ ہے مطلع — گویا زبانِ مُخبرِ صادقؑ حسینؑ ہے
معشوقِ خَلق و عاشقِ خالق حسینؑ ہے — صَلِّ عَلٰی درود کے لائق حسینؑ ہے
حیدرؑ کی روح، فاطمہؑ کی جان جانیے
حق یہ ہے بس حسینؑ کو ایمان جانیے

۵ ایواں ہے جس کا عرش، وہ سلطان حسینؑ ہے   مطلع قرآن ہے رحل جس کی وہ قرآں حسینؑ ہے
قالب ہیں انبیائے سلف، جان حسینؑ ہے   مورِ ضعیف سب ہیں، سلیماںؑ حسینؑ ہے

ایماں کے قافلے کو جو دیکھا جہان میں
یوسفؑ بھی خضرؑ کو نہ ملا کاروان میں

۶ حرزِ گلوئے مصحفِ یزداں حسینؑ ہے   مطلع تعویذِ حبِ خالقِ سبحاں حسینؑ ہے
انگشتری ہے شرع، سلیماں حسینؑ ہے   شیعہ ہیں خضر، چشمۂ حیواں حسینؑ ہے

یہ آبرو ہے خضر علیہ الصلوۃ کی
خضر اک طرف، حیات ہے، آبِ حیات کی

۷ ایماں ہے کوہِ طور، تجلّی حسینؑ ہے   مطلع شرعِ نبیؐ کی حدِّ نعلیؑ حسینؑ ہے
یحییٰؑ کے دل کا صبر و تسلّی حسینؑ ہے   محرابِ تیغِ شمر، مصلّی حسینؑ ہے

یوں فرض دینِ شیعہ میں حُبِّ امام ہے
جس طرح سے نماز میں واجب سلام ہے

۸ تسبیحِ دانہ ہای امامت حسینؑ ہے   مطلع نامِ خدا، اذان و اقامت حسینؑ ہے
فالِ نجاتِ روزِ قیامت حسینؑ ہے   اعجاز و وحی و فضل و کرامت حسینؑ ہے

یوں امر و نہی آپ کے دل سے گوارہ ہے
مرغوب جس طرح عملِ استخارہ ہے

۹ عطرِ گلِ ریاضِ امامت حسینؑ ہے   مطلع فضلِ بہارِ باغِ شہادت حسینؑ ہے
مجموعۂ حدیقۂ قدرت حسینؑ ہے   رضواں غلام، مالکِ جنت حسینؑ ہے

نامِ نبیؐ بڑھا خلفِ بوتراب سے
جیسے فزوں ہو بوئے گلاب آفتاب سے

۱۰ پشت و پناہِ یثرب و بطحا، حسینؑ ہے   مطلع مختارِ دین و مالکِ دنیا حسینؑ ہے
درِ نجف میں گوہرِ یکتا حسینؑ ہے   برجِ شرف میں نیّرِ زہرا حسینؑ ہے

مصروفِ طوافِ لاش، فرشتوں کی فوج ہے
[illegible]

۱۱ ایمان جس کا پھل ہے وہ طوبا حسینؑ ہے   مطلع کوثر ہے جس کا قطرہ وہ دریا حسینؑ ہے
بیمار سب جہاں ہے مسیحا حسینؑ ہے   خالق کے بعد بندوں میں یکتا حسینؑ ہے

یکتا یہ بندہ صبر و شکیبائی میں ہوا
جس کا کوئی شریک نہ تنہائی میں ہوا

۱۲ دریا دلی میں ساقیِ کوثر حسینؑ ہے   مطلع تشنہ لبی میں فخرِ سکندر حسینؑ ہے
نوحؑ کشتیِ سپہر کا لنگر حسینؑ ہے   گردابِ آبرو کا شناور حسینؑ ہے

مجھ کو قسم ہے تشنہ لبانِ فرات کی
طوفانِ حشر میں ہے یہ کشتی نجات کی

۱۳ حق کا زباں شناس و سخن رس حسینؑ ہے   مطلع ایجاد سے مرادِ خدا، بس حسینؑ ہے
شمعِ حریمِ کعبۂ اقدس حسینؑ ہے   رویا نہ کوئی جس کو وہ بیکس حسینؑ ہے

دسویں کو سر سے چھوٹ کے چہلم کو تن ملا
مدفن ملا، پر آہ! نہ غسل و کفن ملا

۱۴ دارالقرارِ صبر و تحمّل حسینؑ ہے   مطلع بیتُ الاثباتِ فقر و توکّل حسینؑ ہے
گنجینۂ شکوہ و تجمّل حسینؑ ہے   حقّا امیدگاہ جز و کل حسینؑ ہے

برتر ہے اوجِ عرش سے پایا حسینؑ کا
افضالِ ذوالجلال ہے سایا حسینؑ کا

۱۵ کوہِ شکوہِ صبر و تحمّل، حسینؑ ہے   مطلع باغ و بہارِ فقر و توکّل، حسینؑ ہے
روحِ بیاضِ جاہ و تجمّل، حسینؑ ہے   شیرازۂ حیاتِ جز و کل، حسینؑ ہے

اس کا شرف نبیؐ ہے، نبیؐ کا شرف ہے یہ
یکتا ہے آبرو میں کہ درِّ نجف ہے یہ

۱۶ کشور کشائے مغرب و مشرق، حسینؑ ہے   مطلع مفتاحِ گنجِ حکمتِ خالق، حسینؑ ہے
طفلی سے ذوالجلال کا عاشق، حسینؑ ہے   شاہد ہے صبحِ قتل کہ صادق، حسینؑ ہے

زینبؑ کی قید، رحلتِ اکبرؑ قبول کی
کی نذرِ حق، تمام کمائی بتولؑ کی

۱۷ گلگوں قبائے آلِ پیمبرؐ حسینؑ ہے مطلع صاحب عزائے اکبر و اصغر حسینؑ ہے
محوِ رضائے خالقِ اکبر، حسینؑ ہے اللہ پر فدا مع لشکر حسینؑ ہے
نے طبل نے سپاہ نہ باقی علم رکھا
دل پیشِ نیزہ، سر تہِ تیغِ دودم رکھا

۱۸ بے فوج و بے علم جو امامِ مُبیں ہوا مطلع رخصت حرم سے قبلۂ دنیا و دیں ہوا
قرآنِ نور زیب دہِ رحلِ زیں ہوا غل پڑ گیا کہ طور پہ موسٰیؑ مکیں ہوا
دیکھو ذرا عروج علیؑ کے نشان کا
عیسٰیؑ نے پھر ارادہ کیا آسمان کا

۱۹ اس دبدبے سے رن کو چلا سیدِ غیور شوکت جلو میں، فتح قریب اور شکست دور
پرتو فگن ہوا جو رخِ شاہِ دیں کا نور ہر نقشِ پا زمیں پہ بنا صافِ چشمِ حور
دیکھا گیا نہ غلبۂ نورِ جناب کو!
عینک کی احتیاج ہوئی آفتاب کو!

۲۰ نورِ خدا کا نور جو نخلیں جلوہ گر ہوا صحرا میں نخلِ طور وہیں ہر شجر ہوا
اکسیر خاک ہو گئی ہر ذرّہ زر ہوا ہر سنگریزہ غیرتِ لعل و گہر ہوا
دیکھو فلک کے پردے سے اختر نکل پڑے
غرفوں سے حورِ خلد کھلے سر نکل پڑے

۲۱ پہنچا یہ کارخانوں میں فرمانِ کبریا جائے نسیمِ خلد کرے راہ کو صفا
ہاں رعد سے کہو کہ دُہل فتح کے بجا قدرت کی چوب برق کے نقّارہ پر لگا
رن میں گذر ہے آبروئے کائنات کا
چھڑکاؤ اب خضر کرے آبِ حیات کا

۲۲ فراشِ مہر، فرشِ زری سر بسر بچھائے صرّافِ چرخ، درہمِ انجم ابھی لٹائے
جب اپنی وعدہ گاہ پہ میرا حسینؑ آئے رضوان کلیدِ ہشت جناں نذر لے کے جائے
ہاں جاؤ سب جلو میں شہِ مشرقین کی
[illegible]

۲۳ بولا فلک قمر سے کہ حاصل ثواب کر حَقُّ القَدَم سر اپنا فدائے رکاب کر
چلّایا زہرہ، فخر نہ آئے آفتاب کر طالع ہے مہرِ برجِ نبیؐ، تو حجاب کر
لرزے میں ہے زمیں، فلک تھرتھراتے ہیں
غل ہے کہ اب حسینؑ زمانے سے جاتے ہیں

۲۴ برپا ہے آمدِ شہِ والا کی دھوم دھام حاضر مُسبّحانِ فلک ہیں بہ اہتمام
باندھے پرا کھڑے ہیں ملائک پئے سلام جنّات کا ہجوم ہے پریوں کا اژدہام
میکال تھامے گوشۂ داماں حسینؑ کا
پلکوں سے جبرئیلؑ مگس راں حسینؑ کا

۲۵ ہے گرد شہ کے لشکرِ افضالِ کبریا پابوسؑ ہر قدم پہ ظفر مثلِ نقشِ پا
اقبال و فتح ہاتھ میں تھامے ہوئے عصا زہراؑ صدا یہ دیتی تھی "روحی لک الفدا"
کیوں واری، تم تو اپنے گلے کو کٹاتے ہو!
زہراؑ کی بیٹیوں کو کسے سونپے جاتے ہو!

۲۶ حجّتؑ کے ختم کرنے کو وہ حجّتِ خدا آیا قریب ظالموں کے اور یہ کہا
بتلاؤ ظالمو، تمہیں اب آرزو ہے کیا وہ تم ہو اور یہ ہم ہیں، وہ تیغیں ہیں، یہ گلا
پر سوچو، ظلم کرتے ہو کس تشنہ کام پر
اپنے نبیؐ کے لال پر، اپنے امام پر!

۲۷ کیوں کر کہوں کہ تم مجھے پہچانتے نہیں سب جانتے ہیں مجھ کو، تمہیں جانتے نہیں؟
تیروں سے یوں کسی کا جگر چھانتے نہیں میں تم کو منع کرتا ہوں، تم مانتے نہیں
مہماں سے اپنے نہر بھلا چھین لیتے ہیں؟
پانی قصوروار کو بھی اپنے دیتے ہیں

۲۸ تم نے اگر بلایا ہے توقیر چاہیئے گر آپ سے میں آیا ہوں تعزیر چاہیئے
لو، کاٹ لو اگر سرِ شبیر چاہیئے ثابت بھی کرنا پر مری تقصیر چاہیئے
پانی پلاؤ، ابنِ امیرِ عرب ہوں میں!
اب تشنہ لب نہ سمجھو مجھے جاں بلب ہوں میں

۲۹ عالم مرا مطیع، مطیع خدا ہوں میں　　نانا کی شکل ہادیِ ہر دوسرا ہوں میں
بابا کی طرح خلق کا مشکل کشا ہوں میں　　سیّد ہوں میں، امام ہوں میں پیشوا ہوں میں
مخدومِ خلق و خادمِ ربِّ جلیل ہوں!
میں وارثِ مسیحؑ و ذبیحؑ و خلیلؑ ہوں!

۳۰ دُرِّ نجف ہوں، شاہِ نجف کا خلف ہوں میں　　قطبِ زمیں و نیّرِ برجِ شرف ہوں میں
محمدؐ اُو صَفیا ہیں جس کے گہر وہ صدف ہوں میں　　تم ہو سوئے یزید، خدا کی طرف ہوں میں
اس کا پسر ہوں جس نے مُہمّوںؐ کو سر کیا
اس کا قمر ہوں جس نے کہ شقّ القمر کیا!

۳۱ واقف ہوں حالِ غیب سے بالکل، میں تشنہ لب　　جو دل میں ہے تمہارے وہ مجھ پر عیاں ہے سب
تم گھر میں اہل بیت کے جاؤ گے بے ادب　　مسندِ رسولؐ حق کی جلاؤ گے، ہے غضب
زینبؑ کے سر سے چادرِ زہراؑ اتارو گے؟
ہے ہے، طمانچے میری سکینہؑ کو مارو گے؟

۳۲ چاہیں تو ہم زمیں کو ابھی آسماں کریں!　　اعجازِ انبیائے سلف کے عیاں کریں
عیسےٰؑ صفت رواں تنِ بے جاں میں جاں کریں　　مثلِ خلیلؑ نار کو باغِ جناں کریں
موسےٰؑ کی طرح ساحروں کو پست کرتے ہیں
ہم اژدہا عصا کو، بسرِ دست کرتے ہیں

۳۳ تم میں سے کس شجاع کو ہے مجھ سے ہم سری　　فاقہ ہے کس یتیم کا میراثِ مادری
تم میں ہے کون راکبِ دوشِ پیمبری　　تم میں ہے کون جوہرِ شمشیرِ حیدری
نانا نے کس کے دوش پہ معراج پائی ہے
مسجد میں کس کے باپ نے تلوار کھائی ہے

۳۴ غصّے سے گر جبیں پہ ہماری شکن پڑے　　تو سر پہ سر، بدن پہ بدن، رن پہ رن پڑے
رن سے بھی بے گریز کیے کچھ نہ بن پڑے　　روکیں سپر جو منہ پہ تو سورج گہن پڑے
گردوں گرے سے چڑھائیں اگر آستین کو
ہم آستیں کی طرح الٹ دیں زمین کو

۳۵ ابنِ علیؑ ہوں سبطِ رسالت پناہ ہوں　　حیدرؑ کا آفتاب ہوں زہراؑ کا ماہ ہوں
بے کس ہوں، بے دیار ہوں اور بے سپاہ ہوں　　بے رحمو! مجھ پہ رحم کرو، بے گناہ ہوں
حق کے غضب سے، فاطمہؑ کی آہ سے ڈرو
سیّد کو قتل کرتے ہو، اللہ سے ڈرو!

۳۶ چشمِ نبیؐ و حیدرؑ و زہراؑ کا نور ہوں　　سردار ہوں، غیور ہوں اور بے دیار ہوں
نزدیکِ حق ہوں باطل و عصیاں سے دور ہوں　　کیوں مجھ کو قتل کرتے ہو؟ میں بے قصور ہوں
نے آب نے غذا نہ کوئی جا قیام کی
کیوں منصفو، یہی ہے ضیافت امام کی

۳۷ منظور میرا قتل ہے، بہرِ حصولِ جاہ؟　　یہ اپنے دل سے دور رکھو تم، خدا گواہ
گر میں ہوا تباہ تو تم بھی ہوئے تباہ　　دنیا میں زرد رو ہوئے، عقبیٰ میں روسیاہ
نے دیں ہی ملے گا نہ دنیا ہی پاؤ گے
واللہ بے حساب جہنّم میں جاؤ گے

۳۸ لو، اب بھی باز آؤ نہ عمداً سقر میں جاؤ　　تھوڑا مجھے ستایا ہے، بس بس نہ اب ستاؤ
بجلی گرے گی، تیغ نہ مظلوم پر اٹھاؤ　　برسے گا خوں فلک سے، نہ میرا لہو بہاؤ
ہشیار، خاک ملتی ہے زہراؑ جبین پر
تیھوڑا ہے سر پٹکنے کو گردوں زمین پر

۳۹ مجھ کو نہ مال چاہیئے نہ ملک نے سپاہ　　حاشا، نہ شوقِ طبل و علم ہے نہ حبِّ جاہ
بس ایک آرزو ہے یہ میری خدا گواہ　　دروازہ بند کر کے کروں طاعتِ الٰہ
جاروبؐ میں دیا کروں قبرِ بتولؑ پر
قرآں پڑھا کروں میں مزارِ رسولؐ پر

۴۰ یہ امر سہل ہے تمھیں دشوار ہوں اگر　　رخصت دو ہند کی نہ کرو اب فساد و شر
لے لو قسم عرب میں نہ جاؤں گا عمر بھر　　یہ سب ہے اس لیے کہ نہ زینبؑ ہو ننگے سر
واں بھی نہ بستیوں میں حیا سے میں جاؤں گا
کھو کر جواں پسر کو کسے منہ دکھاؤں گا

۴۱ جاؤں گا اک گھڑی کو مدینے کے درمیاں   صغرا ہے، اُمِّ سلمہؓ ہے، اُمّ البنینؑ ہے وہاں
ہمراہ اپنے لوں گا انھیں بھی میں خستہ جاں   جب ہم نہیں تو ان کا ٹھکانا وہاں کہاں
چھوڑا وطن کو، گھر کو، عزیزوں کی قبر کو
دیکھو ہمارے صبر کو اور اپنے جبر کو

۴۲ مکّہ، مدینہ، شام مبارک یزید کو   ملکِ عرب تمام مبارک یزید کو
یثرب کا انتظام مبارک یزید کو   بے کس ہوا امام، مبارک یزید کو
گذرا سو گذرا کچھ نہ کسی سے کہوں گا میں!
جنگل میں مثلِ خضر اکیلا رہوں گا میں!

۴۳ ہمراہی حرم بھی نہ ہو گر تمھیں قبول   زینبؑ کو دوں مجاورئ تربتِ بتولؑ
بانو کو میں بٹھا دوں سرِ مرقدِ رسولؐ   تنہا کسی طرف کو نکل جاؤں میں ملول
نادار اقربا مرے مثلِ بتولؑ ہیں!
تم ان کو خمس دینا کہ آلِ رسولؐ ہیں

۴۴ ناگہ ندا یہ آئی، کسے چھوڑ جاؤ گے؟   بھیّا، کسے مجاورِ زہرا بناؤ گے؟
آفت میں وارثی سے مری ہاتھ اٹھاؤ گے؟   میں اپنی جان دوں گی جو یہ تم سناؤ گے
اچھا چلو تو یاں سے مزارِ رسولؐ پر
انصاف اس کا ہوئے گا قبرِ بتولؑ پر

۴۵ اب تو میں صدقے جاؤں مجھے ساتھ لیجیے   یہ حال قبرِ فاطمہؑ پر عرض کیجیے
گر وہ کہیں تو خیر مجھے چھوڑ دیجیے   لے لو قسم بچھڑ کے جو بنتِ علیؑ جیے
ہو گی وہ اور بہن جو جدا ہو کے روئے گی
زینبؑ تو پیارے بھائی پہ قرباں ہوئے گی

۴۶ تھاما تھا تم نے ہاتھ مرا باپ کے حضور   حضرت کو شرم ہاتھ پکڑنے کی ہے ضرور
کیوں چھوڑنے لگے مجھے حضرت، مرا قصور؟   ہمراہ ہوں میں جائیے نزدیک یا کہ دور
ہاں یہ قصور ہے کہ قرارِ جگر گیا
اکبر کو میں نے پالا تھا سو آج مر گیا

۴۷ پانی پلانا تم کو سمجھتے ہیں جو گناہ   وہ ہم کو خمس دیویں گے اے شاہِ دیں پناہ؟
مڑ کر کہا حسینؑ نے سچ ہے خدا گواہ   بھینا نہ مضطرب ہو کہ رزّاق ہے اِلٰہ
حجّت کے ختم کرنے کو ایسے کلام ہیں
حجّت بھی اب تمام ہے ہم بھی تمام ہیں

۴۸ بھینا پناہ دیتا ہے اس خستہ تن کو کون   جاتا ہے قتل گاہ سے پھر کر وطن کو کون
بے کس ہیں مانتا ہے ہمارے سخن کو کون   غربت میں چھوڑ دیتا ہے اپنی بہن کو کون
جیتے جی اے بہن تو برادر کے ساتھ ہے
مرنے کے بعد بھی تو مرے سر کے ساتھ ہے

۴۹ آنکھیں ملا ملا کے یہ کہنے لگے عدو   سچ کہہ حسینؑ! ہم ہوئے برباد یا کہ تو
بے جا ہے اب یہ صلح و مدارا کی گفتگو   اکبرؑ کے بعد ہے تمھیں جینے کی آرزو
بستی کی راہ دیں، نہ بیاباں کی راہ دیں
بیعت بھی اب کرو تو نہ تم کو پناہ دیں

۵۰ مظلومیت سے شاہ نے دیکھا سوئے فلک   آئی ندا یہ ہاتفِ غیبی کی یک بیک
اذنِ جہاد چاہتے ہو ہم سے یا کمک   عاجز نہیں، سبھوں پہ ہو غالب ابد تلک
ہم سمجھے قبضہ چومتے ہو ذوالفقار کا
دکھلاؤ زور قدرتِ پروردگار کا

۵۱ یہ سن کے اپنے جامے سے باہر ظفر ہوئی   گویا جدا نیام سے تیغِ دوسر ہوئی
جوہر کو فوج دیکھ کے زیر و زبر ہوئی   قبضے سے قبضِ روحِ سپاہِ عمر ہوئی
حاشا، سنے نہ دیکھے یہ جوہر حسام میں
کہتے تھے سب کہ تیغ ابھی ہے نیام میں

۵۲ شر نے کہا لرز کے خدا خیر اب کرے   یہ شعلہ وہ ہے جس کا جہنم ادب کرے
فتنہ پکارا دیکھیے یہ کیا غضب کرے   اغلب تھا دین کفر سے جذبہ طلب کرے
موجِ نسیمِ تیغ کا یہ غلغلہ ہوا
لشکر سمٹ کے پانی کا اک بلبلہ ہوا

۵۳ مالک تھی دو زبانوں کی تیغِ شہِ انام   جوہر کلام اس کا تھا پر تیغ کا کلام
جوہر نہ کہیے صاحبِ تسخیر[۳۴] تھی حسام   ازبر تھی ہر زبان پہ سیفی اسے تمام
مولا نے دشمنوں پہ جو اس کو علم کیا
تیغِ دودم نے جوہرِ سیفی کو دم کیا

۵۴ رہوارِ صحنِ چرخِ بریں دیکھنے لگا   اور سم سے نبضِ گاوِ زمیں دیکھنے لگا
اوجِ سرِ سپاہِ لعیں دیکھنے لگا   اور مڑ کے مرضیِ شہِ دیں دیکھنے لگا
تن کر چلا جو زورِ بدن تولتا ہوا
آگے نقیبِ حشر چلا بولتا ہوا

۵۵ پھر تو قدم قدم پہ قیامت بپا ہوئی   بہرِ گریز گاوِ زمیں باد پا[۳۵] ہوئی!
ہو کر رواں پہاڑوں کی خلقت ہوا ہوئی   ساکن مثالِ کوہ ہوا جا بجا ہوئی
اٹھا نہ تھا غبار وہ گھوڑے کی گشت سے
اڑنے کو پر زمیں نے کھولے تھے دشت سے

۵۶ ظاہر میں تیغ ایک تھی پر صورتیں ہزار   دریا میں موج، باغ میں لو، کوہ میں شرار
گہ قاف میں بصورتِ سیمرغ آشکار   گہ مثلِ کہکشاں وہ فلک کے گلے کا ہار
زیرِ زمیں بہار کے طالع جگا دیئے
گاوِ زمیں کی شاخ میں دو پھل لگا دیئے

۵۷ کہتا تھا بسکہ گنبدِ دوّارِ[۳۶] آسمان   جھک جھک گئی تھی سقفِ ضیا بارِ آسمان
وہ تیغ رن میں بن گئی معمارِ آسمان   کشتوں سے باندھا پشتۂ دیوارِ آسمان
وہ تیغ خاص تھی کمرِ بوترابؑ کی!
کفار کیسے، کفر کی مٹی خراب کی!

۵۸ قاروں کا درہمِ[۳۷] بغلی تھی وہ شعلہ زن   گاہے فلوسِ ماہی ظلمت پہ سکہ زن
مشرق میں مثلِ مہر چھپی گروہ صف شکن   مغرب سے ماہِ نو کی طرح نکلی دفعتنؔ[۳۸]
ہو کر وہ تنگ تنگیِ دشتِ جدال سے
لڑتی تھی غرب و شرق و جنوب و شمال سے

۵۹ تیغِ دو سر نے تن سے سروں کو اڑا دیا   تیغوں کو کاٹا اور سپروں کو اڑا دیا
عنقائے[۳۹] مغربی کے پروں کو اڑا دیا   دل کھول کھول کر جگروں کو اڑا دیا
ہاتھوں سے خائنوں کے کمانیں نکال گئیں
کیسی کمانیں، جسم سے جانیں نکل گئیں

۶۰ آئی جو خود پر تو مع سر کیا شگاف   کاٹا جو سر تو سینے سے در آئی تا بہ ناف
آئی جو ناف تک تو کیا اسپ کو بھی صاف   پہنچی زمین پر تو وہ بولی کہ بس معاف،
نزدیک تھا جدا جو نہ یہ شعلہ تاب ہو
گاوِ زمیں حلال ہو، مچھلی کباب ہو

۶۱ کفار رن سے ڈوبنے سب نہر کو گئے   تیغوں کی آبرو بھی مخالف ڈبو گئے
چھپ کر دلیر تیغ کے نزدیک جو گئے   دو، چار۔ پانچ، دس ہوئے دس ایک ہو گئے
روحیں بھی دم نہ لیتی تھیں عزمِ سفر کہیں
ڈر تھا نہ پیچھے آتی ہو تیغِ دو سر کہیں

۶۲ ناگہ ندا یہ آئی کہ وعدہ وفا کرو   بس، اے حسینؑ بس، نہ زیادہ وغا کرو
اے تاجِ حشر، آج سر اپنا فدا کرو   آباد بزمِ خلوتِ ربّ العلا کرو
آئے ہو قتل کرنے کو یا قتل ہونے کو
رن میں بتول آئی ہے لاشے پہ رونے کو

۶۳ یہ سنتے ہی لرز گیا خورشیدِ مصطفےٰ   تلوار کی نیام میں اور شکرِ حق کیا
تنہا پہ ہر طرف سے بڑھا لشکرِ جفا   جز "اقتلوا الحسین"[۴۰] نہ کچھ اور تھی صدا
حربے تھے چار لاکھ کے اک نیم جان پر
بس ہر گھڑی تھی موت کی لذت زبان پر

۶۴ سوکھی زباں حسینؑ جو سب کو دکھاتے تھے   واں جبرئیل آنکھوں سے دریا بہاتے تھے
یاں نیزہ کھا کے گھوڑے پہ شہ تھرتھراتے تھے   واں حاملانِ عرشِ بریں کانپ جاتے تھے
جنت میں تھا یہ حال رسولانِ نیک کا
بے تیغ کٹ رہا تھا کلیجہ ہر ایک کا

۶۵ سب کو قلق تھا، پر ملک الموتِ نامور — بیٹھے تھے زیرِ سایۂ طوبیٰ جھکائے سر
لکھا ہے راویوں نے کہ طوبیٰ ہے وہ شجر — مرقوم جس کے برگ پہ ہے نام ہر بشر
افتادہ جس کے نام کا وہ برگ پاتے ہیں
بس قبضِ روح کو ملک الموت آتے ہیں

۶۶ پر صبحِ قتل سے نہ حواس ان کے تھے بجا — گہ سکتہ، گاہ غش، گہے نالہ، گہے بکا
رن میں تو کٹ رہا تھا گلستانِ مرتضیٰؑ — طوبیٰ کے گر رہے تھے یہاں برگ پُرضیا
اکبر کے نام کا کوئی اصغر کے نام کا
کیا نام مٹ رہا تھا رسولِ انام کا

۶۷ لکھا ہے ایک برگ تھا طوبیٰ کا تاج سر — خوشبو میں عطر، رنگ میں گل، نور میں قمر
ناگاہ وقتِ عصر گرا وہ بھی ٹوٹ کر — الفت سے اس کی ساتھ جھکا گرنے کو شجر
آئی ندا کہ حیدرؑ صفدر کا نام لو
ہاں اے فرشتو، دوڑ کے طوبیٰ کو تھام لو

۶۸ احوال ہو گیا ملک الموت کا تباہ — اس برگ کو اٹھا کے جو کی نام پر نگاہ
دیکھا، حسینؑ ابن علیؑ فدیۂ الٰہ — مندیل کو پٹک کے کہا "وا محمداہ"
ہے ہے، مرا خوزادہ، مرا ابن فاطمہؑ
لو پنجتن کا ہوتا ہے دنیا میں خاتمہ

۶۹ وہ برگ لے کے خلد میں آئے برہنہ سر — قصرِ علیؑ میں ڈھونڈھا علیؑ کو اِدھر اُدھر
دیکھا، پڑا ہوا ہے عمامہ زمین پر — ناگاہ ایک حور یہ چلائی پیٹ کر
کیا جانے کیوں زمین کے فرشتے پکارے ہیں
سر ننگے کربلا کو ابھی وہ سدھارے ہیں

۷۰ یہ سن کے قتل گاہ سے روتا ہوا چلا — پہنچا غضب کے وقت سرِ دشتِ کربلا
غش تھے علیؑ، گلے پہ رکھے پیار سے گلا — اور ایڑیاں رگڑتا تھا زہرا کا لاڈلا
زانو سرِ حسینؑ کے نیچے علیؑ کا تھا
اور سینۂ حسینؑ پہ زانو شقی کا تھا

۷۱ دیکھا گیا ملک سے نہ حالِ شہِ زماں — رو کر نکالا جیب سے گلدستۂ جناں
کی عرض یہ علیؑ سے کہ اے شاہ دوجہاں — ہے اذن، قبض میں کروں روحِ نبیؐ سے جاں
منہ پھیر کر علیؑ نے کہا اختیار ہے
پر اپنی والدہ کا انھیں انتظار ہے

۷۲ یہ ذکر تھا کہ دشت سے چلائی فاطمہؑ — شبیر، السلام علیک، آئی فاطمہؑ
سن کر تمھاری غربت و تنہائی، فاطمہؑ — بھائی کو، نانا جان کو بھی، لائی فاطمہؑ
خیمے کے در پہ دیر سے آنسو بہاتی تھی
غش تھی سکینہ اس کو گلے سے لگاتی تھی

۷۳ آئی تھی آرزو میں کہ دیدار دیکھوں گی — کیا جانتی تھی حلق پہ تلوار دیکھوں گی
اک سنگ دل کو سینے پہ اسوار دیکھوں گی — سید کے گرد نرغۂ کفار دیکھوں گی
ہے ہے، یہ ظلم، خاک میں ان کو ملاؤں میں
اور اب کہو تو عرش کا پایا ہلاؤں میں

۷۴ بیٹا، تمہارے دل پہ کہو کیا گذرتی ہے — گھبرا رہے ہو سانس نہیں کیا ٹھہرتی ہے
زینبؑ بھی جاں بلب ہے، سکینہ بھی مرتی ہے — تم سنتے ہو جو فاطمہؑ یہ بین کرتی ہے
سر پیٹتی ہوں ہاتھ مرا آ کے تھام لو
قابو میں ہو زبان تو اماں کا نام لو

۷۵ بولے علیؑ، کہ صبر کر اے مادرِ حسینؑ — اب تا بحشر ہے تری قسمت میں شور و شین
منظور اب حسینؑ کی تکلیف ہے کہ چین — اس نے کہا گواہ ہے معبودِ مشرقین
میں نے سوال بعد نمازوں کے جب کیا
آرام چین بچے کا اپنے طلب کیا

۷۶ رو کر کہا علیؑ نے کہ اے بنتِ مصطفاؐ — اب غور کر حسینؑ کی تکلیف پر ذرا
سینے پہ اس کے دیر سے بیٹھا ہے بے حیا — دے قبضِ روح کی ملک الموت کو رضا
مرنے میں اس کو چین ہے، ایذا ہے جینے میں
اب درد ہے بہت مرے بیٹے کے سینے میں

۷۷ سر پیٹ کر یہ اس نے کہا اے ابوالحسنؑ — تم کہہ دو میرے منہ سے نہ نکلے گا یہ سخن
کیا عذر، ہو جو مرضیِ معبودِ ذوالمننؐ — پر ٹکڑے ٹکڑے ہے مرے بچّے کا سب بدن
یوں قبض عضو عضو سے روحِ حسینؑ ہو
زخموں میں جتنا درد ہے اتنا ہی چین ہو

۷۸ آواز غیب آئی کہ ہرگز نہ ہو ملول — محکوم اس کا ہے ملک الموت اے بتولؑ
اس کے غلاموں کی ہمیں ایذا نہیں قبول — قدرت کے بوستان کا گل ایک ہے یہ پھول
عزت بڑھے گی سب سے ترے نورِ عین کی
ہم آپ قبض روح کریں گے حسینؑ کی

۷۹ زہراؑ یہ بین کرتی تھی رو رو کے زار زار — اور چل رہی تھی اس کے جگر پر چھری کی دھار
حاشا، نہ قبضِ روح کی ایذا تھی زینہار — پر تیغ تھی یہ کند، کہ رکتی تھی بار بار
کٹتے ہی سر کے بنتِ نبی کو غش آگیا
بالیں پہ مرتضیٰؑ کو نبیؐ کو غش آگیا

۸۰ غش سے جو آئی ہوش میں پھر مادرِ حسینؑ — دیکھا تڑپ رہا ہے تنِ اطہرِ حسینؑ
نے رخت، نے قبا، نہ کلاہِ سرِ حسینؑ — نکلی ہے لے کے بی بیوں کو خواہرِ حسینؑ
آغوش میں لیا وہ بدن لوٹتا ہوا!
پوچھا علیؑ سے "سر مرے بچّے کا کیا ہوا"؟

۸۱ رو کر کہا علیؑ نے کہ تیرے پسر کا سر؟ — وہ شمر، زلفیں پکڑے لیے جاتا ہے ادھر
سر پیٹ کر حسینؑ کی مادر نے کی نظر — چلائی کس طرف ہے، کہاں ہے کدھر کدھر
کیوں کر بلائیں دوڑ کے لوں دست و پا نہیں
یا مرتضیٰ علیؑ! مجھے کچھ سوجھتا نہیں

۸۲ یہ کہہ کے، بین کرنے لگی بنتِ مصطفیٰؐ — ہے ہے، مرا حسینؑ، مرا لال، مہ لقا
بس اے دبیرِ خستہ کہ ہے شدّتِ بکا — درگاہِ ذوالجلال میں رو رو کے کر، دعا
جب تک فلک ہیں عرشِ معلّیٰ کے سائے میں
شیعہ رہیں پیمبرؐ و زہراؑ کے سائے میں

۸۳ قَدْ قَالَتِ الْبَتُوْلُ لَهٗ، روحنا فداكَ — وَيْلٌ لِقَاتِلٍ قَطَعَ الرَّاسَ مِنْ قِفَاكَ
يَا لَيْتَنِيْ هَلَكْتُ وَلَمَّا اَدْرِ مَا اعْتَرَاكَ — اَشْكُوْا اِلَى اَبِيْ وَاِلَى اللّٰهِ، مِنْ جَفَاكَ
يَبْكِيْ اَبُوْكَ يَا وَلَدِيْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارْ
كَالْمُزْنِ مِنْ عَزَاكَ حَزِيْنًا بِلَا اخْتِيَارْ

ترجمہ

۸۴ روحِ بتولؑ کہتی تھی: میں تجھ پہ ہوں فدا — اے وائے، اس پہ جس نے ترا سر جدا کیا
اے کاش میں نہ دیکھتی یہ حادثہ ترا — شکوہ کروں گی پیش خدا، اور مصطفاؐ
بابا تمھارے تم کو شب و روز روتے ہیں
باراں کی طرح اشک رواں ان کے بہتے ہیں

۸۵ تھے عینِ اضطرار، یہ خیرالنساؑ کے بین — بے ہوش تھے ملائکہ لاشے کے جانبین
بس اے دبیر کہہ یہ یہاں سے بشور و شین — "بَلِّغْ تَحِيَّتِيْ وَسَلَامِيْ عَلَى الْحُسَيْنْ"!
اور عرض کر کہ گنجِ تولا عطا کرو
جاگیرِ کربلائے معلّیٰ عطا کرو

"تمت تمام شد، دو پاس روز باقی ماندہ تمامی یافت ۔ خط بد نمط عاصی اکبر علی۔
تحریر فی تاریخ بست و پنجم محرم الحرام ۱۲۷۳ ہجری"